نماز میں تعظیمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مؤلف

ابو الہمّام محمد اشتیاق فاروقی مجدّدی رضوی

مکتبہ مجدّدیہ رضویہ

نماز میں تعظیم مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

پچھلے شمارے میں فقیر فاروقی نے معیار تعظیم اور عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر مضمون لکھا تھا۔ اسی دوران مولوی اسماعیل دہلوی صاحب کی صراط مستقیم (ملفوظات سید احمد رائے بریلوی) میں ایک اشکال کی طرف توجہ ہوئی۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ نماز میں تعظیم مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم شرک کی طرف کھینچ لے جاتا ہے چنانچہ لکھتے ہیں! "زنا کے وسوسے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا انہی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت کا لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ بُرا ہے کیونکہ شیخ کا خیال تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ تعظیم بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے اور غیر کی تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے"۔ (صراف مستقیم، مترجم، ص ۱۶۹، ۱۷۰) اسی کتاب "صراط مستقیم" کے بارے میں دیوبندی شیخ الاسلام لکھتے ہیں۔ "صراط مستقیم ہی ملفوظات حضرت سید احمد صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ ان ہی ملفوظات کو ترتیب دے کر حضرت شاہ اسماعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ نے تالیف کر کے پھر حضرت سید صاحب کو سنایا ہے بعد میں شائع کیا ہے"۔ (ملفوظات حضرت مدنی ص ۴۸) پھر حسین احمد صاحب اسی کتاب کے مطالعے کی تلقین بھی کرتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں "فرصت کے اوقات میں سید شہید کے ملفوظات کا مطالعہ کیجئے جس کو مولانا اسماعیل شہید نے جمع کیا ہے" (ملفوظات مدنی ص ۱۱۸) کتاب "صراط مستقیم" کے اس خطرناک نظریئے کا محاسبہ علماء دیوبند کے ہی مصدقہ تصانیف سے ملاحظہ کرتے ہیں۔ کیونکہ سید احمد صاحب اور اسماعیل دہلوی صاحب علماء دیوبند کے پیشوا اور امام ہیں۔ نمازی جب بھی نماز میں درود و سلام پڑھے گا تو تعظیم سے پڑھے گا۔ کیونکہ نماز کے قعدہ آخیر میں درود شریف پڑھنا سنت مؤکدہ ہے جیسا کہ مفتی شفیع صاحب لکھتے ہیں۔ "نماز کے قعدہ اخیر میں صلوٰۃ درود شریف سنت مؤکدہ تو سب کے نزدیک ہے امام شافعی اور احمد بن حنبل

کے نزدیک واجب ہے جس کے ترک سے نماز واجب اعادہ ہوجاتی ہے"۔ (معارف القرآن جلد ہفتم ص ۲۲۴) درود و سلام پڑھتے وقت حضور ﷺ کی تعظیم لازم امر ہے۔

ان اللّٰہ و ملٰئکتہ یصلون علی النبی الاخر کے تفسیر میں مفتی شفیع صاحب لکھتے ہیں۔

اور ایک لفظ صلوٰۃ سے بیک وقت متعدد معنی رحمت دعا تعظیم وثناء مراد لینا جو اصطلاح میں عمومِ مشترک کہلاتا ہے اور بعض حضرات کے نزدیک وہ جائز نہیں اس لئے اس کی توجیہ ہوسکتی ہے کہ لفظ صلوٰۃ کے اس جگہ ایک ہی معنی لئے جائیں۔ یعنی آپ کی تعظیم اور مدح وثناء اور خیر خواہی پھر یہ معنی جب اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جائے تو اس کا حاصل رحمت ہوگا اور فرشتوں کی طرف منسوب ہوں تو دعا واستغفار ہوگا۔ عام مومنین کی طرف منسوب کیا جائے تو دعا اور مدح وثناء و تعظیم کا مجموعہ ہوگا۔

(معارف القرآن جلد ہفتم ص ۲۲۲) اسی تفسیر میں ایک اور جگہ مفتی شفیع صاحب لکھتے ہیں "تم کو بھی چاہیئے کہ ملائکہ کی اقتدا کرو اور فرشتوں کی طرح اس نبی پر صلوٰۃ و سلام بھیجو اور ظاہراً اور باطناً اس کے ادب واحترام کو ملحوظ رکھو اور اس کا خیال رکھو کہ تم سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہوجائے کہ جو آپ ﷺ کی تعظیم اور احترام میں مخل ہو"۔ (معارف القرآن جلد ۶ ص ۳۲۷) محمد ادریس کاندھلوی صاحب لکھتے ہیں۔ پس اے میرے خاص بندو جو اس نبی پر ایمان لائے ہو تم پر بحق ایمان یہ لازم ہے کہ تم بھی اس نبی پر صلوٰۃ و سلام بھیجا کرو۔ جیسا کہ صلوٰۃ و سلام بھیجنا چاہیے تاکہ بحق ایمان تم پر نبی کا جو حق ہے وہ کچھ ادا ہو۔ اور جہاں تک ممکن ہو تم اس کے ادب اور احترام کو پورا پورا ملحوظ رکھو اہل ایمان پر رسول کی تعظیم فرض ہے"۔

(معارف القرآن جلد ۶ ص ۳۲۷) شبیر احمد عثمانی صاحب لکھتے ہیں۔ "صلوٰۃ کا مطلب ہے نبی کی ثناو تعظیم رحمت وعطوفت کے ساتھ، پھر جس کی طرف صلوٰۃ منسوب ہوگی اسی کی شان و مرتبہ کے لائق ثناو تعظیم اور رحمت وعطوفت مراد لینگے"۔ (تفسیر عثمانی ص ۵۶۷) یہاں اگر کوئی یہ اشکال پیش کرے کہ یہ تعظیم نماز سے باہر کا ہے تو ان کی خدمت میں صاحب فتاویٰ حقانیہ لکھتے ہیں۔ "اگر بطور عقیدت واحترام تشہد کے ضمن میں حضور نبی کریم ﷺ کا تصور ذہن میں آجائے اور ذہن ان کی طرف منتقل ہو تو اس میں کوئی

خرج نہیں" (فتاویٰ حقانیہ، جلد اول ص ۱۹۹) عین نماز ہی میں حضور ﷺ کیلئے تعظیم کے بارے میں مفتی شفیع صاحب کا عقیدہ مولانا سید حسن صاحب لکھتے ہیں۔ "اگر کوئی شخص غایت محبت اور غلبہ عظمت کی وجہ سے لفظ سیدنا آپ کے اسم کے ساتھ نماز کے درود شریف میں پڑھے تو بھی جائز ہے۔ اس سے نماز میں کوئی نقص پیدا نہ ہوگا" افادہ شیخنا العلامہ مفتی محمد شفیع" (فضائل درود و سلام ص ۷۵) تشہد میں تعظیم مصطفیٰ و کا کر کرتے ہوئے حقیقت تحتیہ نماز کے بارے میں اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں۔

اس طرح آنحضرت ﷺ کیلئے السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ و برکاتہ کا پاک تحتیہ پیش کرتا ہے اور دردِ دل سے شکر گزار ہو کر گویا کہ آپ کے احسانات اور مہربانیوں کے خیال سے آپ کی ایسی محبت پیدا کر لیتا ہے جیسے آنحضرت اس کے سامنے موجود ہیں آپ کے حسن احسانات کے نقشہ سے آپ کا وجود حاضر کی طرح سامنے لا کر کہ حقیقۃً حاضر جان کر مخاطب کے رنگ عرض کرتا ہے جس سے حقیقۃً حق تعالیٰ سے آپ کیلئے دعا ہے۔ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ" (احکام اسلام عقل کی نظر میں، ص ۷۵)

اس عبارت میں جہاں حضور ﷺ کیلئے حاضر ناظر ہونے کا عقیدہ واضح ہو جاتا ہے وہاں اسماعیل دہلوی صاحب کے عبارت کی بھی تردید ہو جاتی ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کے احسانات اور مہربانیوں کی طرف خیال کرنا ہی نماز میں حضور ﷺ کی تعظیم ہے۔ جیسا کہ تھانوی صاحب لکھتے ہیں۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ قاعدہ کی بات ہے کہ ہر محسن اور مربی کی محبت کا جوش انسان کے دل میں فطرۃً پیدا ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کے ہم پر کیسے کیسے احسانات ہیں وہی ہیں جن کے ذریعہ ہم نے خدا کو جانا پہچانا وہی ہیں جن کے ذریعہ ہمیں خدا کے اوامر و نواہی اور خوشنودی حاصل کرنے کی راہیں معلوم ہوئیں۔

(احکام اسلام عقل کی نظر میں، ص ۷۴، ۷۵) یہ تو تشہد میں حضور ﷺ پر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کے دوران تعظیم کے خیال کے بارے میں تھا۔ اور قیام پر غور کیا جائے تو نماز میں قرآن مجید کی تلاوت جب نمازی کرے گا تو بھی حضور ﷺ کے تعظیم کی طرف خیال جائے گا کیونکہ پورا قرآن نعت مصطفیٰ ﷺ ہے۔ جیسا کہ احتشام الحسن کاندھلوی صاحب لکھتے ہیں۔ "قرآن مجید کی ہر ہر ادا سے شان محمدی ہویدا اور

نمایاں ہے۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" (تجلیات مدینہ ص ۱۵۹) اور قرآن مجید میں حضور ﷺ کی تعظیم و توقیر کی تصریح موجود ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

"انّا ارسلنكَ شاهدً وّ مبشراً وّنذيرَ التومنو باللّٰهِ ور سولهِ و تعذّ روه وَ توَقّروه و تسبّحوه بكرةً وَّ اصيلاً" (سورۃ الفتح آیت ۸،۹) اس کا ترجمہ اشرفعلی تھانوی صاحب یوں لکھتے ہیں۔ "ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر کے بھیجا ہے تا کہ تم لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح میں لگے رہو"۔ (بیان القرآن ص ۹۸۴،۹۸۵) اس کی تفسیر میں محمد ادریس کاندھلوی صاحب لکھتے ہیں۔ "حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور دیگر اکثر حضرات صحابہ سے مروی ہے کہ تعذّ روه وَ توقّروه کی ضمیریں رسول ﷺ کی طرف طرف راجع ہیں ور تسبحوہ کی ضمیر اللہ طرف راجع ہے کیونکہ مدد اور تعظیم حقوق رسالت سے ہے اور ظاہر ہے کہ اعانت و مدد پیغمبر ہی کی ہو سکتی ہے اس کے احکام و دین کی اشاعت اور مقاصد دین کی تکمیل کیلئے اس بنا پر یہ ممکن نہیں کہ تعذّ روه کی ضمیر کا مرجع اللہ ہو اور تسبیح و پاکی ذات کبریاء کیلئے ہے اس وجہ سے تسبّحوہ کی ضمیر اللہ کی طرف راجع ہے یہی وجہ ہے کہ جمہور کے نزدیک وَ توَقّروه پر وقف لازم ہے اور آگے وتسبّحوہ لفظ جملہ مستانفہ کے طور پر مستقل ہے"۔ (معارف القرآن جلد ۷ ص ۴۴۵) اسی آیت کی تفسیر میں قاضی عیاض قدس سرہ کا فرمان دیوبندی عالم کے قلم سے پڑھتے ہیں۔

تعذّ روه کے معنی ہیں کہ آپ کی تعظیم اور توقیر کرو اور کہا گیا ہے کہ آپ کی مدد کریں اور کہا گیا ہے کہ آپ کی تعظیم اور توقیر میں مبالغہ کریں۔ یعنی آپ کی خوب تعظیم اور توقیر بجالاویں اور وَ يو قّروه کے معنی کہ آپ کی توقیر کریں اور بعض قرا نے يعَزّروه کو دو، واؤں کے ساتھ ويعَزّروه پڑھا ہے اور اکثر اور بیشتر ہے کہ یہ (دونوں ضمیریں) سیدنا محمد ﷺ کے حق میں وارد ہوئی ہیں. کیونکہ آپ اقرب مذکور ہیں"۔ (شمیم الریاض جلد اول ص ۵۷) تو معلوم ہوا کہ نماز میں جب بھی نمازی قرآن کی

تلاوت کریگا تو حضور ﷺ کی تعظیم وتوقیر کی طرف خیال لازم آئے گا۔ اور اگر ایسے آیات نمازی تلاوت نہیں کرے گا۔ جس میں شان مصطفیٰ ﷺ اور تعظیم مصطفیٰ ﷺ نمایاں طور پر بیان ہوئے ہوں تو وہ یقیناً بدبخت اور منافق ہیں جیسا کہ دیوبندی عالم قاضی زاہد الحسینی صاحب لکھتے ہیں۔ ایسے بدبختوں کی کئی علامات ہیں مگر بڑی علامت یہ ہے کہ ان کی زبان ان کے قلم، ان کا ذہن وفکر ایسے مواد کی تلاش میں رہتا ہے۔ جس سے شان رفیع میں کمی پیدا کی جاسکے وہ قرآنی آیات کی تاویلات باطلہ بلکہ تحریف معنوی سے بھی نہیں رُکتے وہ اپنی جہری نمازوں میں صرف ان آیات اور سورتوں کی قرات کرتے ہیں جن سے رفعت شان محمد ﷺ آشکارانہ ہوان کو صرف **انمّا انا بشر مثلکم** ہی یاد ہوتا ہے بالمومنین رؤف الرّحیم پڑھنے سے ان کی زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں۔ وہ عبس وتولیٰ تو لہجہ دار طرز سے پڑھتے ہیں مگر ان کی زبان پر سورہ البینۃ نہیں آتی۔ (رحمت کائنات ص ۴۰۴) نماز میں حضور ﷺ کی تعظیم نہ کرنے والوں کے بارے میں صحابہ کا کیا عقیدہ تھا آیئے زاہد الحسینی صاحب کی گواہی سے پڑھتے ہیں۔ ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں یہ شکایت کی گئی کہ ایک امام جہری نماز میں سورہ عبس کی قرات زیادہ کرتا ہے تو آپ نے اس کو سخت سزادی۔ (رحمت کائنات ص ۴۰۵) نماز میں حضور ﷺ کی تعظیم قرآن واحادیث کی روشنی میں

"یا ایھا الذین اٰمنو استجیبو للہ الرسول اذا دعاکم لما یحییکم"

ترجمہ: اے ایمان والوں تم اللہ اور رسول کے کہنے کو بجالایا کرو جب کہ رسول تم کو تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف بلاتے ہوں سورہ انفال آیت ۲۴۔ (بیان القرآن ص ۳۶۴) اس آیت کی تفسیر میں تھانوی صاحب لکھتے ہیں ''حدیث ترمذی سے حضور ﷺ نے ابی ابن کعب کو پکارا اور وہ نماز میں تھے تو ان کے عذر پر آپ نے ان کو یہ آیت یاد دلائی معلوم ہوتا ہے۔ کہ استجیبو ا اپنے عموم سے اس صورت کو بھی شامل ہے کہ جب رسول اللہ کسی کو پکاریں تو جواب دینا واجب ہے اور اپنے اطلاق سے اس صورت کو بھی شامل ہے کہ یہ شخص نماز میں مشغول ہو تو نماز ہی میں جواب دینا واجب ہے رہی یہ بات کہ وہ نماز باقی رہے گی یا فاسد ہو جائیے گی اور اس کا اعادہ کرنا پڑے گا یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے''۔ (بیان القرآن ص ۳۶۴) بدر عالم صاحب

اسی آیت کے بارے میں لکھتے ہیں۔ ''ابو سعید روایت کرتے ہیں ایسا ہوا کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو آواز دی تو میں نماز میں تھا اس لئے آپ ﷺ کو جواب نہ دے سکا نماز سے فارغ ہو کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور معذرت کی یا رسول اللہ ﷺ میں نماز میں تھا اسلئے جواب نہ دے سکا آپ ﷺ نے فرمایا کیا فرمان الٰہی یہ نہیں **استجیبو اللّٰہ و للرسول الخ** یعنی رسول جس وقت بھی تم کو اس بات کیلئے بلائے جو تمہاری حیات کا موجب ہو تو فوراً اللہ اور اس کے رسول کو لبیک کہا کرو۔ (ترجمان السنۃ جلد ۳ ص ۴۳۹) سید محمد عابد صاحب دیو بندی لکھتے ہیں۔ "نمازی نماز میں ہوا اور حضور پکاریں تو نمازی پر واجب ہے کہ فوراً جواب دے اور خدمت میں حاضر ہو کر جو کچھ ارشاد ہو اس کو بجالا کر اپنی باقی ماندہ نماز ادا کرے اعادہ کرنے ضرورت نہیں یہاں سے معلوم ہوا کہ نمازی جب تک آپ کے حکم کی بجا آوری میں رہا وہاں تک گویا نماز ہی ہے"۔ (رحمۃ اللعالمین ص ۵۵، ۵۶) یہ کتاب "رحمۃ اللعالمین" مفتی کفایت اللہ دہلوی صاحب، انور شاہ کشمیری صاحب، سید محمد اصغر حسین دیو بندی صاحب، شبیر احمد عثمانی صاحب، محمد حبیب الرحمٰن دیو بندی صاحب، احمد سعید دہلوی صاحب، محمد اعزاز علی دیو بندی صاحب کی مصدقہ ہے۔ یہی نماز میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ ہے کہ اگر نمازی کو حضور ﷺ بلائے تو نمازی پر واجب ہے کہ عین نماز کی حالت میں حاضر ہو کر حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل کر کے تعظیم مصطفیٰ ﷺ کا حق ادا کرے۔ آیئے صحابہ کرام کا عقیدہ پڑھتے ہیں کہ وہ نماز میں کس طرح تعظیم مصطفیٰ ﷺ بجالاتے تھے۔ چنانچہ بدر عالم صاحب لکھتے ہیں۔ "ایک واقعہ ایسا بھی ہوا کہ صدیق اکبرؓ آپ کی غیر حاضری میں امام بن گئے تھے اتفاق سے آپ عین نماز کی حالت میں تشریف لے آئے۔ ابو بکرؓ نے یہ محسوس کرنے کے ساتھ ہی امامت کے سلسلے سے فوراً اپنے قدم پیچھے ہٹا لیے۔ آپ ﷺ نے اشارہ سے فرمایا بھی کہ نماز پوری کر لو مگر حضرت ابو بکرؓ سے نہ ہو سکا اور بعد میں یہ عذر بیان کیا یا رسول اللہ ﷺ ابو قحافہ (ان کے والد کی کنیت ہے) کے بیٹے کی کیا مجال کہ جہاں رسول اللہ ﷺ موجود ہوں۔ وہاں اس کا قدم آگے نظر آئے علماء نے لکھا ہے کہ نبی کی امامت اس کے اذن کے بغیر جائز نہیں غالباً آپ کے جنازے کی

نماز امام کے بغیر اسی نکتہ کی بناء پر ادا کی گئی تھی۔ اور اسی لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے بعد امام مہدی نماز کے مصلے سے پیچھے ہٹ آئیں گے اور آئندہ کیلئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی مستقل امام ہوں گے۔ (ترجمان السنۃ جلد ۳ ص ۲۸۲) صاحب انوار الباری لکھتے ہیں۔ "حضرت ابوبکر نے یہ بات بھی سمجھی کہ حضور ﷺ کا ارشاد امامت کیلئے بطور لزوم نہ تھا۔ اور نماز پڑھاتے رہنے کا حکم بھی باب اکرام وقدر افزائی سے تھا اسی لئے حضرت ابوبکر نے بھی بطریق ادب وتواضع پیچھے ہٹ آنا ہی مناسب خیال کیا (انوار الباری جلد ۱۵، ص ۲۶۱) ثابت ہوا کہ صدیق اکبر کو امامت قائم رہنے کا حکم حوصلہ افزائی کیلئے تھا اور صدیق اکبر کا امامت سے پیچھے ہٹ جانا تعظیم مصطفیٰ ﷺ کیلئے تھا۔" یہ واقعہ تیسرے سال ہجری کا ہے"۔ (انوار الباری جلد ۱۵، ۲۶۰) وقت وصال تک صحابہ کا یہی عقیدہ رہا ہے چنانچہ احمد رضا بجنوری صاحب انوار الباری میں اور اشرفعلی تھانوی صاحب نشر الطیب میں لکھتے ہیں "ایک روز جب کہ مسجد میں حضرت ابوبکرؓ صحابہ کو نماز پڑھا رہے تھے آپ ﷺ نے دولت خانہ کا پردہ اٹھایا اور صحابہ کو دیکھ کر تبسم فرمایا لوگ سمجھے کہ آپ ﷺ تشریف لائینگے۔ اس وقت صحابہ کی بیتابی کا عجب حال تھا کہ قریب تھا کہ نماز میں کچھ پریشانی ہو جاوے اور حضرت ابوبکر نے پیچھے ہٹنا چاہا۔ آپ ﷺ نے دست مبارک سے اشارہ فرمایا کہ نماز پوری کرو اور پردہ چھوڑ کر دولت خانہ تشریف لے گئے"۔ (نشر الطیب، ۱۹۴۔ انوار الباری جلد ۱۵ ص ۲۵۶) صحابہ کرام کی یہ بیتابی عشق مصطفیٰ ﷺ اور تعظیم مصطفیٰ ﷺ کی وجہ سے ہی تھی۔

محمد اسلم قاسمی دیوبندی صاحب سیرت حلبیہ کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ پھر آخری دن آنحضرت ﷺ نے سر مبارک پردہ سے باہر نکال کر مسجد میں دیکھا کہ لوگ حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں صحابہؓ نے جلوہ مبارک دیکھتے ہی صفوں سے نکلنا چاہا مگر آپ ﷺ کے اشارے پر رک گئے"۔ (سیرت حلبیہ جلد ۶ ص ۵۰۱) پھر لکھتے ہیں "مسلمانوں آنحضرت ﷺ کا جلوہ دیکھا تو قریب تھا کہ وہ فرط خوشی صفیں توڑ ڈالیں" (سیرت حلبیہ جلد ۶ ص ۵۰۱) پھر لکھتے ہیں " آپ ﷺ کو دیکھ کر خوشی کی وجہ سے لوگوں کی صفوں میں ہلچل سی پیدا ہوئی۔ حضرت ابوبکر سمجھ گئے کہ آنحضرت ﷺ کو ہی دیکھ کر مسلمانوں میں

خوشی کی ہلچل پیدا ہو سکتی ہے۔ لہٰذا وہ اپنے مصلے سے پیچھے ہٹنے لگے مگر آپ ﷺ نے ان کی کمر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا نماز پڑھاؤ" (سیرت حلبیہ جلد ۶ ص ۵۰۱) عین نماز کی حالت میں صحابہ کرام کی یہ بیتابی تعظیم مصطفیٰ ﷺ کی واضح دلیل ہے۔ سیدنا فاروق اعظمؓ کا نماز میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ کی جھلک بھی ملاحظہ ہو۔ محمد اسلم قاسمی دیوبندی صاحب سیرت حلبیہ کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "اپنے مرض وفات میں ایک روز آنحضرت ﷺ نے عبداللہ بن زمعہ ابن اسود سے فرمایا، لوگوں سے کہہ دو کہ وہ نماز پڑھ لیں۔ یہ فجر کی نماز تھی اس وقت حضرت ابوبکر مسجد نبوی میں موجود نہیں تھے۔ حضرت عبداللہ نے حضرت عمر فاروق کو آگے بڑھا دیا کہ وہ نماز پڑھائیں۔ آنحضرت ﷺ نے فاروق اعظم کی آواز سنی تو آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک باہر نکالا یہاں تک کہ لوگوں کو دیکھنے لگے پھر آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا نہیں نہیں نہیں۔ ابن قحافہ یعنی ابوبکر ہی نماز پڑھائیں نبی ﷺ کا یہ فرمان سنتے ہی لوگوں کی صفیں ٹوٹ گئیں اور حضرت عمر نماز سے پیچھے ہٹ آئے اسی وقت حضرت ابوبکر آ گئے وہ آگے بڑھے اور انہوں نے ہی صبح کی نماز پڑھائی۔ (سیرت حلبیہ جلد ۶ ص ۴۹۹) فاروق اعظم کا عین حالت نماز میں حضور ﷺ کے فرمان کی تابعداری فرمانا نماز میں حضور ﷺ کی تعظیم پر اہم ثبوت ہے۔ اور عبدالرحمٰن بن عوف کا نماز میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ کی جھلک بھی عبدالشکور لکھنوی صاحب کے ترجمے سے ملاحظہ فرمائیے۔ "ابراہیم بن سعد اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کر کے بیان کیا کہ جب رسول خدا ﷺ عبدالرحمٰن بن عوف کے پاس پہنچے اور وہ لوگوں کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے ارادہ کیا کہ پیچھے ہٹ جائیں رسول خدا ﷺ نے ان سے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر رہو (یہ اشارہ پا کر انہوں نے نماز پڑھنا شروع کی) اور رسول خدا ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف کے پیچھے نماز پڑھی۔ (سنن ابن ماجہ حدیث ۱۲۸۹)

(اسد الغابہ مترجم حصہ ششم صفحہ ۴۳۲) نوٹ: اس عبارت میں بریکٹ والے الفاظ عبدالشکور لکھنوی صاحب کے ہیں۔ یہ واقعہ ۹ھ غزوہ تبوک کا ہے۔ بریکٹ والے الفاظ سے کہ کوئی یہ اشکال پیدا نہ کرے کہ ابھی عبدالرحمٰن بن عوف نمازی ہی شروع نہ کی تھی۔ اس اشکال کا جواب یوسف لدھیانوی

صاحب کے ترجمہ بذل القوہ سے ملاحظہ ہو۔ "صحابہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو امامت کیلئے آگے کر دیا وہ ایک رکعت پڑھا چکے تھے کہ آنحضرت ﷺ تشریف لائے چنانچہ آپ ﷺ نے ایک رکعت میں حضرت عبدالرحمٰن کی اقتداء میں ادا کی اور جو رکعت رہ گئی تھی وہ سلام پھرنے کے بعد پوری کی صحابہ نے آنحضرت کو مسبوق دیکھا تو گھبرائے مگر آپ ﷺ نے نماز سے فارغ ہو کر ان کی تسلی کیلئے فرمایا۔ تم نے ٹھیک کیا اچھا کیا۔ (عہد نبوت کے ماہ و سال ص ۳۵۲، ۳۵۳) اس سے ثابت ہوا کہ عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے عین نماز کی حالت میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ کی خاطر امامت سے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر سرور دو عالم ﷺ کی طرف سے اجازت پا کر امامت جاری رکھی۔ صحابہ کرام نے مسجد قبلتین میں عین نماز کی حالت میں حضور ﷺ کی تعظیم اور اقتدا کرتے ہوئے بیت المقدس سے بیت اللہ شریف کی طرف منہ پھیرا۔ چنانچہ صاحب انوار الباری لکھتے ہیں۔ "پہلی نماز تو وقت ظہر ہی کی تھی لیکن دو رکعتوں کے بعد ہوا حضور اکرم ﷺ اس وقت مسجد قبلتین میں تھے یعنی مسجد بنی سلمہ میں جو مدینہ طیبہ سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر ہے یہ بھی روایت ہے کہ آپ وہاں بشر بن البراء کی [illegible] پڑھنے کیلئے تشریف [illegible] گئے تھے اور وہیں ظہر کا وقت ہو گیا اس لئے نماز مسجد بنی سلمہ میں [illegible] رکعت کے بعد آپ مع صحابہ کے بیت المقدس سے بیت اللہ کی طرف گھوم گئے اور مردوں، عورتوں کی صفیں بھی بدل گئیں اس کے بعد پھر پوری نماز نے عصر کے وقت مسجد نبوی میں بیت اللہ کی طرف پڑھائی۔ (انوار الباری جلد ۴، ص ۲۶۲) اسی وجہ اس مسجد کو مسجد قبلتین کہا جاتا ہے۔ صحابہ نے عین نماز کی حالت میں حضور ﷺ کی اقتدا اور تعظیم کرتے ہوئے اپنا رخ بیت اللہ کی طرف کر لیا۔ صحابہ کو نہ تو منہ پھیرنے کا حکم ہوا تھا اور نہ جگہ تبدیل کرنے کا حکم ہوا تھا اور نہ ہی اللہ عزوجل کی طرف سے وحی کے بارے میں علم ہوا تھا مگر حضور ﷺ کی پیروی اور تعظیم کرتے ہوئے یہ عمل کثیر کیا۔ آیئے محمد اسلم قاسمی صاحب کے ترجمے سے دیکھ لیتے ہیں۔ "اسی طرح جب مقتدیوں نے اپنی جگہ بدلی تو جس جگہ اب تک عورتیں کھڑی ہوئی تھی یعنی پچھلے حصہ میں وہاں مرد آ گئے کیونکہ مدینہ میں جب کوئی کعبہ کی طرف رخ کر کے کھڑا ہو گا تو لازم ہے کہ اس کی پشت بیت المقدس کی طرف ہو جیسے

بیت المقدس کی طرف کر کے کھڑے ہوئے تھے اگر وہیں کھڑے کھڑے گھوم جاتے تو آپ ﷺ کے پیچھے مقتدیوں کی صفوں کیلئے جگہ نہ رہتی ۔ ایک قول یہ کہ تبدیلی قبلہ کا حکم جس وقت ہوا ۔ آپ ﷺ رکوع میں تھے ۔" (سیرت حلبیہ جلد ۳، ص ۳۳۷، ۳۳۶) اس عمل کثیر پر غور کیا جائے ۔ کیونکہ فقہاء نے لکھا ہے کہ نماز میں عمل کثیر اگر مسلسل ہو تو نماز فاسد ہو جاتی ہے ۔ مگر یہ نماز فاسد نہ ہوئی بلکہ مقبول ہوئی ۔ کیونکہ یہ عمل کثیر حضور ﷺ کی تعظیم کیلئے تھا اور یہی تعظیم آپ ﷺ کے خصائص سے ہے ۔ اس واقعے کا ذکر سیرو احادیث کے کتابوں میں موجود ہے ۔ لیکن (فقیر فاروقی) نے صرف علماء دیوبند کے مصدقہ کتب کے حوالے ذکر کئے ہیں ۔ اگر اہلسنت کے علماء کے کتابوں کا مطالعہ کیا جائے ۔ تو وہاں یہ تصریح موجود ہے کہ جن صحابہ نے منہ پھرا تھا ان کو جنت کی بشارت فرمائی گئی جیسا کہ شرح موطا امام محمد میں لکھا ہے کہ اس دوران صحابہ دو گروہوں میں بٹ گئے ایک گروہ نے حضور ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے عین حالت نماز میں حضور ﷺ کے ساتھ منہ پھر لیا تھا اور کچھ حضرات نے نماز میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ کو برقرار رکھا وہی لوگ ناجی اور صحیح العقیدہ ہیں ۔ ورنہ حضور ﷺ منع فرماتے کہ تم لوگوں کو جب حکم ہی نہیں ہوا تھا تو عین نماز کی حالت میں کیوں ایسی تعظیم کی جس سے شرک لازم آتا ہو؟ واضح ہوا کہ سید احمد رائے بریلوی اور مولوی اسماعیل دہلوی صاحب نے صراط مستقیم میں جو خطرناک عبارت رقم کی وہ نہ صرف فاسد ہے بلکہ صحابہ کرام کے عقیدے کے خلاف ہے ۔ جس کا محاسبہ انہی کے معتقدین کے مصدقہ کتب سے ملاحظہ کر چکے ۔ اللہ عزوجل ہمارے دلوں کو تعظیم مصطفیٰ ﷺ و عشق مصطفیٰ ﷺ سے منور فرمائے ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆